ڈاکٹر محمد رشید صاحب فاروقی
شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف میڈوگوری - نائیجیریا

قسط ۲

امام المازری رحمۃ اللہ علیہ

اور ابن خلدون نے شرح المازری کی تعریف میں اس بات سے غفلت برتی ہے کہ یہ شرح (حدیث وفقہ کے علاوہ بھی) اصول الکلام کے کثیر المسائل نظامہائے اسلامی کے قیمتی مباحث نیز اجتہاد، امامت اور شروط بیعت جیسے اختلافی مسائل پر مشتمل ہے۔ مزید برآں مفاضلت صحابہ، جنگوں میں جاسوسی کے جواز وغیرہ جیسے بے شمار مسائل زیر بحث آئے ہیں)

مختلف ذرائع سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام موصوف بالذات شرح کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ علماء کبار متقدمین کی عادت کے موافق درس کے دوران آمالی لکھا یا کرتے تھے۔ انہی آمالی نے مدون ہو کر شرح کی شکل اختیار کر لی۔ اس بات کی تائید عبید اللہ ابن عیشون المعافری الاندلسی (جو امام صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں) کے اس بیان سے ملتی ہے۔

سمعت ابا عبد اللہ المازری بالمهدية يقول۔ وقد جرى ذكر كتابه۔ "المعلم" انى لم اقصد تاليفه وانما كان السبب انه قرئ عليّ صحيح مسلم في شهر رمضان فتكلمت على نقط منه فلما فرغنا من القراءة عرض على الاصحاب ما امليته عليهم فنظرت فيه وهذبته. فهذا كان سبب جمعه [1]

میں نے مہدیہ میں ابو عبد اللہ المازری کو یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ ان کی کتاب "المعلم" کا ذکر چل رہا تھا۔ "میں نے اس کی تالیف کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ماہ رمضان میں صحیح مسلم میرے سامنے پڑھی گئی۔ میں نے اس کے بعض نکات پر بحث کی۔ جب ہم اس کی قرأت سے فارغ ہوئے تو ساتھیوں نے میرے سامنے (وہ سب کچھ) پیش کیا جو میں اُن کو املا کرا چکا تھا۔ میں نے اس پر غور کیا اور اس میں اصلاح کی۔ تو یہ اس کے مدون ہونے کا سبب تھا۔

موجودہ دور میں بھی قدیم علماء کے طریقے کی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً آج بھی مغربی ممالک میں اعلیٰ ڈگریوں

[1] تکملۃ الصلۃ لابن الابار ج ۲، ص ۳۵۸ مطبع بحریط ۱۸۸۶ء

کے یونیورسٹی میں طلبا ر اساتذہ کے لکچر ساتھ ساتھ لکھتے ہیں بعد میں ان کو اپنے اساتذہ کے نام سے کتابی شکل میں شائع کرتے ہیں۔ امام موصوف کے اخلاف اور علمی تواضع کا اندازہ لگائیے۔ کہ اپنے شاگردوں کو اصحاب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

عبدالوہاب پاشا کے بیان کے مطابق "المعلم" کے مکمل یا نامکمل نسخے اکثر عمومی یا خصوصی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ مثلاً جامع زیتونہ میں ۱۰۹۹ کے تحت سارے نسخے موجود ہیں۔ علاوہ ازیں المکتبۃ المصریہ مکتبہ جامع القرویین فاس نیشنل لائبریری تیونس وغیرہ میں بھی نسخے موجود ہیں[1]

۲۔ ایضاح المحصول من برہان الاصول

یہ کتاب متعدد اجزاء پر مشتمل امام الحرمین (ابی المعالی) عبدالملک الجوینی الشافعی المتوفی ۴۷۸ھ کی مشہور کتاب برہان الاصول کی مفید شرح ہے۔ یہ اصول دین کے موضوع پر اہم ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کی قدیم ترین شرح امام المازریؒ کی یہ تالیف ہے۔ تیونس کی لائبریریوں میں اس کے متفرق اجزاء موجود ہیں[2]

۳۔ المعین علی التلقین

قاضی بغدادی ابی محمد عبدالوہاب بن علی الثعلبی المالکی المتوفی ۴۲۲ھ کی تالیف "التلقین" کی شرح ہے۔ ابن فرحون نے اس کے بارے میں کہا "لیس للمالکیۃ کتاب مثلا" یہ شرح متعدد اجزاء ہیں جن میں سے ۹ اجزاء فاس کے مکتبۃ القرویین میں ہیں۔ اور باقی مکتبہ جامع زیتونہ اور مکتبۃ العاشوریۃ العامرہ میں موجود ہیں۔

۴۔ نظم الفوائد فی علم العقائد

یہ امام موصوف کی اہم ترین تصنیف ہے۔ اس میں امام صاحب نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ گہرے علم کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ عقائد اور اصول عقائد کے بیان میں امام صاحب نے جس وسعت علمی اور دقیق نظری سے کام لیا ہے وہ آپ ہی کا خاصا ہے۔ لیکن آج یہ کتاب نایاب ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق معروف مکتبوں میں یہ کتاب اب موجود نہیں ہے۔

۵۔ "آمالی"

یہ اُن احادیث کی شرح ہے جو ابوبکر محمد بن عبداللہ الجوزقی متوفی ۳۸۸ھ نے امام مسلم القشیری کی مسند سے جمع کیا تھا۔ یہ ان مبہم نکات کی شرح ہے جو مختلف مقامات پر اہل علم کے لئے باعث تکلیف تھے۔

۶۔ تعلیق علی مدونۃ سحنون

---

[1] مجلہ لوار الاسلام یکم مارچ ۱۹۴۹ء قاہرہ [2] ایضاً

فقہ مالکی کی مشہور کتاب "المدونۃ الکبریٰ" پر امام صاحب کی مفید تعلیق ہے۔ المدونۃ الکبریٰ فقہ مالکی میں اصل الاساس ہے۔ اور پہلی کتاب ہے جو اس مذہب کے فروعات میں مدون ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ افریقی اور اندلسی علماء زیادہ تر اسی کی طرف متوجہ رہے۔

جامع القرویین کے مکتبے میں اس تعلیق کا ایک جزء موجود ہے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ امام صاحب نے اصول الدین، حدیث اور فقہ میں اپنے اجتہادی نظر اور وسعت علمی سے کیسی کیسی مفید تالیفات پیش کیں۔ لیکن امام صاحب کی تالیفات انہی تک محدود نہیں بلکہ آپ نے فلسفیانہ علوم، نقد و جرح نیز ادبیات و ریاضیات میں بھی قلم اٹھایا۔ سطور ذیل میں ان کی ایسی ہی تصنیفات کا ذکر کیا جائے گا تاکہ ان کی جلالت شان اور رسوخ علم اچھی طرح واضح ہو سکے۔

۷۔ الکشف والانباء علی المترجم بالاحیاء

امام صاحب کی یہ کتاب دراصل اُن احادیث پر نقد اور تصحیح ہے جنہیں امام غزالی نے اپنی مشہور کتاب "احیاء علوم الدین" میں نقل کی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام غزالی حجۃ الاسلام تھے۔ فلسفۂ اسلام اور اخلاقیات میں یگانۂ روزگار تھے لیکن امام المازری کا محدث ثقہ ہونا بھی مسلمہ حقیقت ہے۔ اس لئے احادیث پر نقد و جرح ان کا حق تھا۔ لہذا انہوں نے احیاء العلوم کی احادیث پر نقد اور تصحیح لکھی۔ بعض کو ثابت کیا اور بعض کو گرایا۔[1]

اس سے یہ گمان ہرگز نہ کیا جائے کہ امام المازری، امام غزالی پر حملہ کرتے ہیں یا ان کی تنقیص کرتے ہیں اور ان کی جلالت شان اور مقام عالی سے ان کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام مازری کا تقویٰ اور عدالت اس بات کی شایانِ شان نہیں کہ آپ امام غزالی جیسے جید عالم دین متکلم اسلام اور ملت اسلامیہ کے مایۂ ناز فرزند کو محض حسد اور بغض کی بنا پر اتارے۔ یا ان کی عظمتِ شان کو گھٹانے کی سعی کرے۔ آپ تو خود ان کی علویتِ شان اور ثقاہتِ علمی کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

" ابو حامد الغزالی لا یشق احد غبارہ فی العلم و اصول الدین[2]

یعنی ابو حامد الغزالی ایسی شخصیت ہیں جو علم اور اصول الدین میں ان کے غبار کو بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

۸۔ امالی علی رسائل اخوان الصفاء

رسائل اخوان الصفاء علوم ریاضیہ اور فلسفیانہ مسائل و آراء میں اہم ترین رسائل ہیں۔ امام المازری نے انہی رسائل

---

[1] بحوالہ مجلہ نوار اسلام مارچ ۱۹۴۹ قاہرہ [2] المعیار للونشریسی ج ۶ ص ۱۵۷

کی مختلف فصلوں کے ضمن میں بعض مشکلات کی وضاحت کی ہے۔ ان رسائل کی املا اس وقت کے امیر تمیم بن المعز بن بادلیس الصنہاجی[1] جو بہت بڑے عالم اور ادیب بھی تھے، کی طلب پر کرائی۔ لیکن افسوس ہے کہ امام موصوف کی یہ تعلیق اور تنقید نایاب ہے۔

۹۔ النقط القطیعۃ فی الرد علی الحشویۃ۔

الحشویہ ایک فرقہ تھا جو اصوات اور حروف کی قدامت پر بحث کرتا تھا اس کے متعلق "الملل والنحل" میں طول طویل مباحث موجود ہیں۔ اس فرقہ میں دلچسپی رکھنے والے وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔ امام المازری نے اپنی اس کتاب میں اس فرقہ کے افکار و آراء پر مدلل رد پیش کی ہے۔ اس کتاب کی وجہ تالیف اور مابعد کے اثرات نامعلوم ہیں[2]

۱۰۔ الواضح فی قطع لسان النابح

امام صاحب کی یہ کتاب بھی مشہور لائبریریوں میں نہیں ملتی[3]

ویسے اس کتاب کے بارے میں امام صاحب خود ہی المعلم میں تحریر فرماتے ہیں

ھو کتاب تقصینا فیہ رجل۔ واظنہ من صقلیۃ وصف نفسہ بانہ کان من علماء المسلمین ثم ارتد واخذ یلفق القوادح فی الاسلام، ویطعن فی زعمہ علی القرآن وطرق جمعہ، تقصینا قولہ فی ھذا الکتاب واشبعنا القول فی کل مسألۃ[4]

یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایک ایسے آدمی کے افکار کا گہری نظر سے جائزہ لیا ہے جو میرے خیال میں سسلی سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے خود کو علماء مسلمین میں سے شمار کیا پھر مرتد ہو گیا جس نے اسلام میں رخنے پیدا کئے۔ اپنی تحریروں میں قرآن مجید پر الزام تراشی کی اور اس کے جمع و تدوین پر اعتراض کیا۔ ہم نے اس کتاب میں اس کے قول پر خوب تنقید کی۔ اور ہر مسئلے پر سیر حاصل بحث کی۔

المعلم ہی میں امام صاحب نے ایک اور مقام پر اشارہ کیا ہے۔ کہ انہوں نے اس متعصب شخص کے اقوال کا صحیح تاریخی دلائل سے توڑ پیش کیا ہے۔ اور اس کے بے بنیاد اور جھوٹے افکار و آراء کے خلاف منطقی دلائل و براہین پیش کئے ہیں۔

---

[1] امیر تمیم بن المعز بن بادلیس افریقہ کی مایہ ناز شخصیت ہیں۔ انہوں نے ۴۵۴ھ میں امارت کا عہدہ سنبھالا اور ان کا پایہ تخت المہدیہ تھا۔ ۵۰۱ھ میں وفات پائی۔ آپ ان مقبول شعراء میں سے ہیں جس کی اطاعت دور دراز ممالک میں کی جاتی تھی۔ آپ کا شعری مجموعہ دستیاب ہے جو قیمتی اور عمدہ اشعار پر مشتمل ہے۔ (المنتخبات التونسیہ لحسن حسنی عبدالوہاب باشا ص ۱۰۱ مطبوعہ تیونس ۱۳۲۶ھ [2] دار الاسلام مارچ ۱۹۴۹ء [3] کتاب المعلم د الاکمال ج ۶ ص ۲۵

"تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری (جس میں امام صاحب موصوف زندگی بسر کر رہے تھے) میں اہل ہوا، بدعتی اور شریعت سے بدراہ لوگ کثرت سے پائے جاتے تھے۔ اس لئے علماء اسلام کا یہ فرض تھا کہ ایسے حالات میں بالخصوص مسلمانوں کی صحیح راہ نمائی کرتے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا صحیح راستہ بتلاتے۔ ایسے گمراہ لوگوں کے ہفوات کا مدلل جواب پیش کرتے۔ اور ان ملحدین کے عزائم سے امت کو متنبہ کرتے۔ امام صاحب کی اس طرح کی تالیفات کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے اپنا فرض پورا کیا۔

۱۱۔ کشف الغطا عن لمس الخطار۔

یہ فقہی مسائل میں ایک اہم رسالہ ہے۔ امام موصوف سے فقہی مسائل کے بارے میں استفسار ہوا۔ تو آپ نے نہایت وضاحت تحقیق اور دقیقہ سنجی سے ان مسائل کا جواب پیش کیا ہے۔ اس رسالے کا ایک نسخہ مکتبہ جامع الزیتونہ میں پڑا ہے۔

۱۲۔ کتاب فی الطب

امام صاحب کی اس کتاب کی وجہ تالیف کے بارے میں ایک واقعہ مشہور ہے۔ جسے اصحاب الطبقات نے آپ کے حالات میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے۔ تو ایک یہودی طبیب مہدیہ میں آپ کا علاج کرتا تھا۔ علاج معالجے کے دوران ایک روز طبیب نے کہا۔ جناب! مجھ جیسا شخص آپ کا علاج کرتا ہے لیکن میرے اور آپ کے درمیان قربت کا نظریہ کونسا ہے؟ کیا میرا دین یا میرے دین والے؟ میری مثال تو ایسی ہے جیسے کہ آپ مسلمانوں کے لئے صحت یاب بنا رہا ہوں۔

شیخ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب افاقہ ہوا تو علم طب کے حصول کے لئے کوشش شروع کر لی۔ یہاں تک کہ اس پر عبور حاصل کیا اور اس کی باگ ڈور سنبھالی حتیٰ کہ اس علم میں یہ کتاب تالیف کر لی۔ اور جس طرح دینی فنون کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اسی طرح طبی علوم میں بھی آپ کی طرف رجوع کیا جانے لگا۔

اس حکایت پر تبصرہ کرتے ہوئے عبدالوہاب پاشا لکھتے ہیں[1]

ہم اس طرح کی حکایت کو بعید از قیاس تصور کرتے ہیں اس لئے کہ ہمارے لئے یہ تصور کرنا بھی مشکل ہے کہ کوئی بھی طبیب ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ جو اس کے پیشے کے آداب اور معاشرتی اخلاقیات کے برعکس ہو۔ دین اس کا کوئی بھی ہو جنس اس کی کیسی ہی ہو۔ لیکن بایں ہمہ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ امام موصوف نے طب کا درس دیا اور اس میں تصنیف و تالیف کی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام مازری نے حدیث، فقہ، اصول، ادب اور طب وغیرہ علوم و فنون میں جو تحریری سرمایہ امت کو دیا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کو علم و عرفان پر عبور حاصل تھا::::

[1] لواء الاسلام مارچ ۱۹۴۹ء